معصومین علیہم السلام سے مروی احکام عزاداری کا مجموعہ

عزاداری عاشقین

بزبان

چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف:

آصف علی رضا (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مکتبہ احیاء الاحادیث الامامیہ

لاہور، پاکستان 3017691868(0) 92+

میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: اللہ نے اپنے نبی محمدؐ کو قریب کیا کہ ان کے درمیان کوئی بھی نہیں تھا سوائے لولو کے بنے ہوئے قفص کے جس میں سوانے کا ایک فرش تھا پس آپؐ نے ایک صورت دیکھی تو آپؐ سے کہا گیا: اے محمدؐ! کیا آپؐ اس صورت کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، یہ صورت علی بن ابی طالبؑ کی ہے۔ پس اللہ نے میری طرف وحی کی کہ ان سے فاطمہؑ کا نکاح کر دوں اور ان کو اپنا ولی بنا دوں۔ [1]

باب: ۵۴

امام حسین علیہ السلام کے غم میں چہروں پر طمانچے مارنا

{229} تهذيب الاحكام: ذَكَرَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ دَاوُدَ الْقُمِّيُّ فِي نَوَادِرِهِ قَالَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى عَنْ أَخِيهِ جَعْفَرِ بْنِ عِيسَى عَنْ خَالِدِ بْنِ سَدِيرٍ أَخِي حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ عَنْ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ (فِي حَدِيثٍ) قَالَ: قَدْ شَقَقْنَ الْجُيُوبَ وَ لَطَمْنَ الْخُدُودَ الْفَاطِمِيَّاتُ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ عَلَى مِثْلِهِ تُلْطَمُ الْخُدُودُ وَ تُشَقُّ الْجُيُوبُ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے (ایک حدیث کے ضمن میں) فرمایا: جناب فاطمہ زہراؑ کی بیٹیوں نے امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر گریبان چاک کئے تھے اور رخساروں پر طمانچے مارے تھے اور ایسے مظلوم پر چہروں پر طمانچے مارنے

[1] المختصر ابن سلمان حلی صفحہ 222 حدیث 285، بحار الانوار جلد 18 صفحہ 302 حدیث 06، تاویل الآیات شرف الدین (عربی) صفحہ 605 تاویل سورۂ النجم، حیات القلوب مجلسی جلد دوم صفحہ 452

چاہئیں اور گریبان چاک کرنے چاہئیں۔ [1]

{230} بحار الأنوار: رَجَعْنَا إِلَى رِوَايَةِ الْمُفِيدِ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِنِّي جَالِسٌ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ الَّتِي قُتِلَ أَبِي فِي صَبِيحَتِهَا وَ عِنْدِي عَمَّتِي زَيْنَبُ تُمَرِّضُنِي إِذِ اعْتَزَلَ أَبِي فِي خِبَاءٍ لَهُ وَ عِنْدَهُ فُلَانٌ مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ وَ هُوَ يُعَالِجُ سَيْفَهُ وَ يُصْلِحُهُ وَ أَبِي يَقُولُ: يَا دَهْرُ أُفٍّ لَكَ مِنْ خَلِيلٍ كَمْ لَكَ بِالْإِشْرَاقِ وَ الْأَصِيلِ مِنْ صَاحِبٍ وَ طَالِبٍ قَتِيلٍ وَ الدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيلِ وَ إِنَّمَا الْأَمْرُ إِلَى الْجَلِيلِ وَ كُلُّ حَيٍّ سَالِكٌ سَبِيلِي فَأَعَادَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثاً حَتَّى فَهِمْتُهَا وَ عَلِمْتُ مَا أَرَادَ فَخَنَقَتْنِي الْعَبْرَةُ فَرَدَدْتُهَا وَ لَزِمْتُ السُّكُوتَ وَ عَلِمْتُ أَنَّ الْبَلَاءَ قَدْ نَزَلَ وَ أَمَّا عَمَّتِي فَلَمَّا سَمِعَتْ مَا سَمِعْتُ وَ هِيَ امْرَأَةٌ وَ مِنْ شَأْنِ النِّسَاءِ الرِّقَّةُ وَ الْجَزَعُ فَلَمْ تَمْلِكْ نَفْسَهَا أَنْ وَثَبَتْ تَجُرُّ ثَوْبَهَا وَ هِيَ حَاسِرَةٌ حَتَّى انْتَهَتْ إِلَيْهِ وَ قَالَتْ وَا ثُكْلَاهْ لَيْتَ الْمَوْتَ أَعْدَمَنِيَ الْحَيَاةَ الْيَوْمَ مَاتَتْ أُمِّي فَاطِمَةُ وَ أَبِي عَلِيٌّ وَ أَخِي الْحَسَنُ يَا خَلِيفَةَ الْمَاضِي وَ ثِمَالَ الْبَاقِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَالَ لَهَا يَا أُخْتَهْ لَا يَذْهَبَنَّ حِلْمَكِ الشَّيْطَانُ وَ تَرَقْرَقَتْ عَيْنَاهُ بِالدُّمُوعِ وَ قَالَ لَوْ تُرِكَ الْقَطَا لَيْلًا لَنَامَ فَقَالَتْ يَا وَيْلَتَاهْ أَ فَتُغْتَصَبُ نَفْسُكَ اغْتِصَاباً فَذَلِكَ أَقْرَحُ لِقَلْبِي وَ أَشَدُّ عَلَى نَفْسِي ثُمَّ لَطَمَتْ وَجْهَهَا وَ هَوَتْ إِلَى جَيْبِهَا وَ شَقَّتْهُ وَ خَرَّتْ مَغْشِيَّةً عَلَيْهَا فَقَامَ إِلَيْهَا الْحُسَيْنُ

---

[1] تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 325 حدیث 11208، وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 377 باب 31 حدیث 01، نفس المہموم شیخ عباس قمی صفحہ 644، مقتل الحسینؑ عبد الرزاق المقرم صفحہ 120

عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَبَّ عَلَى وَجْهِهَا الْمَاءَ وَ قَالَ لَهَا يَا أُخْتَاهُ اتَّقِي اللّٰهَ وَ تَعَزَّى بِعَزَاءِ اللّٰهِ وَ اعْلَمِي أَنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ يَمُوتُونَ وَ أَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقَوْنَ وَ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالَى الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهِ وَ يَبْعَثُ الْخَلْقَ وَ يَعُودُونَ وَ هُوَ فَرْدٌ وَحْدَهُ وَ أَبِي خَيْرٌ مِنِّي وَ أُمِّي خَيْرٌ مِنِّي وَ أَخِي خَيْرٌ مِنِّي وَ لِي وَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ بِرَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ فَعَزَّاهَا بِهٰذَا وَ نَحْوِهِ وَ قَالَ لَهَا يَا أُخْتَاهُ إِنِّي أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ فَأَبِرِّي قَسَمِي لَا تَشُقِّي عَلَيَّ جَيْباً وَ لَا تَخْمِشِي عَلَيَّ وَجْهاً وَ لَا تَدْعِي عَلَيَّ بِالْوَيْلِ وَ الثُّبُورِ إِذَا أَنَا هَلَكْتُ ثُمَّ جَاءَ بِهَا حَتَّى أَجْلَسَهَا عِنْدِي.

❂ حضرت علی علیہ السلام بن حسین علیہ السلام (امام سجادؑ) فرماتے ہیں: میں اس رات میں بیٹھا ہوا تھا کہ جس کی صبح کو میرے پدر بزرگوار کو شہید کیا گیا [1] جبکہ میری پھوپھی جان میری تیمارداری میں مشغول تھیں کہ میرے والد گرامی اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ جنابِ جون جو حضرت ابوذر غفاریؓ کا غلام تھا، میرے باباؑ کے قریب اپنی تلوار ٹھیک اور تیز کرنے میں مشغول تھا۔ میرے والد گرامی آہستہ آواز سے درج ذیل اشعار پڑھ رہے تھے:

''اے زمانے تجھ پر افسوس ہے کہ تو کیسا دوست ہے کہ ہر صبح و شام اپنے چاہنے والوں اور اپنے درمیان رہنے والوں کو موت کی وادی میں دھکیلے جا رہا ہے اور پھر ان کے بعد آنے والوں پر بھی قناعت نہیں کرتا (یعنی انہیں بھی موت کی سمت دھکیل دیتا ہے) سب اُمور کی بازگشت خدا کی طرف ہے اور ہر زندہ شخص موت ہی کے راستے پر چل رہا ہے۔''

[1] کچھ مؤرخین کے نزدیک یہ واقعہ دوسری محرم کا ہے

انہوں نے ان اشعار کا دو تین مرتبہ تکرار کیا ت میں ان کی مراد سمجھ گیا اور آنسوؤں نے میرا گلا بند کردیا لیکن میں نے اپنے اوپر قابو رکھا اور خاموش رہا۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ میرے اُوپر کوئی مشکل نازل ہوچکی ہے۔ میری پھوپھی جان نے بھی وہی کچھ سنا جو میں نے سنا تھا۔ چونکہ وہ خاتون تھیں اور رقت و بے تابی خواتین کی فطرت ہے لہٰذا وہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکیں۔ وہ جلدی سے اُٹھیں اور ننگے سر امامؑ کی خدمت میں پہنچی (جبکہ حضرتؑ تنہا تشریف فرما تھے) اور عرض کیا:

''کاش میں مرجاتی اور زندہ نہ ہوتی۔ آج میری ماں فاطمہؑ، میرے بابا علی علیہ السلام اور میرے بھائی حسن علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اے دنیا سے جانے والوں کی نشانی اور پس ماندگان کے فریادرس!''

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا: اے میری پیاری بہن! شیطان آپؑ کا حلم و بردباری نہ لے جائے، ان کی آنکھیں آنسوؤں سے پر ہوچکی تھیں اور فرمایا: اگر قطا (ایک پرندے کا نام) اپنے آشیانے سے آزاد ہوجائے تو وہ سوجاتا ہے (یہ ضرب المثل ہے اس شخص کے لئے کہ جس پر ظلم ہو)۔

بی بیؑ نے فرمایا: یاوہلتا! کیا آپؑ موت کے لیے تیار ہیں؟ یہ چیز میرے دل کو زیادہ تڑپاتی اور میرے لیے انتہائی ناخوش گوار ہے۔ اس کے بعد اپنے چہرے پر پیٹا، گریبان چاک کیا اور بے ہوش ہوکر زمین پر گر گئیں۔

امامؑ اُٹھے، ان کے چہرے پر پانی چھڑکا اور فرمایا:

اے میری بہن! تقویٰ الٰہی اختیار کرو، ایسی حلم و بُردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے تحمل سے کام لو، یہ جان لو کہ تمام اہل زمین مرجائیں گے اور اہل آسمان

بھی باقی نہیں رہیں گے۔ ہر چیز ہلاک ہو جائے گی سوائے اس خدا کے کہ جس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا اور انہیں دوبارہ زندہ کرے گا اور انہیں پھر پلٹائے گا اور وہ یگانہ و یکتا ہے۔ میرے پدر گرامی مجھ سے بہتر تھے، میری والدہ ماجدہ بھی مجھ سے بہتر تھیں اور میرے بھائی بھی مجھ سے بہتر تھے لیکن تمام کے تمام دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اور تمام مسلمانوں کے لئے اُسوۂ حسنہ ہیں۔

امامؑ نے اس اور اس جیسی دوسری گفتگو سے اپنی بہن کا دل بہلایا اور فرمایا: اے میری بہن! میں آپؑ کو قسم دیتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپؑ میری قوم کا لحاظ کریں گی کہ میری موت کے بعد گریبان چاک نہیں کریں گی، اپنے چہرے کو نہیں نوچیں گی، اپنے چہرے پر خراشیں نہیں لگائیں گی، واویلا اور موت کی تمنا نہیں کریں گی۔ [1]

قول مؤلف:

ہمارے ضبط کے مطابق اس روایت کا اصل مصدر تاریخ طبری ہے اور اسی سے شیخ مفید نے نقل کیا ہے لہٰذا اس معیار پر نہیں کہ کسی حدیث کے تعارض میں لایا جا سکے لیکن ہم پھر بھی اگر کوئی اسے دلیل کے طور پر پیش کرے تو ہم اس پر یوں عرض کریں گے کہ اگرچہ یہاں ممانعت تخصیص کے ساتھ ہے لیکن بعید نہیں ہے کہ یہ حالات و مقام پر محمول ہو جیسا کہ جناب سیدہ ثانی زہراؑ کی سیرت سے واضح ہوتا ہے کہ شہزادیؑ نے بعض مقامات پر ایسا کیا ہے لیکن اکثر

---

[1] الارشاد شیخ مفید (مترجم) صفحہ 349، مقتل شیخ مفید صفحہ 186، مقتل ابی مخنف صفحہ 274، جلاء العیون علامہ مجلسی جلد دوم صفحہ 227، بحار الانوار جلد 45 صفحہ 03، مقتل مجلسی جلد دوم صفحہ 203، اعلام الوریٰ طبرسی صفحہ 239، مقتل لہوف سید ابن طاووس صفحہ 62، مثیر الاحزان علامہ ابن نما حلی صفحہ 49

مقامات پر ایسا نہیں کیا۔لہٰذا شہزادیؑ کی سیرت اس کی تاویل کے لیے کافی ہےاور عمومی جواز اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔(واللہ اعلم)۔

{231} معانی الأخبار: حَدَّثَنَا أَبِي رَحِمَهُ اَللَّهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ اَلْخَطَّابِ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ رَاشِدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي اَلْمِقْدَامِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ أَوْ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: فِي هَذِهِ اَلْآيَةِ وَ لاَ يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ إِذَا أَنَا مِتُّ فَلاَ تَخْمِشِي عَلَيَّ وَجْهاً وَ لاَ تُرْخِي عَلَيَّ شَعْراً وَ لاَ تُنَادِي بِالْوَيْلِ وَ لاَ تُقِيمِي عَلَيَّ نَائِحَةً ثُمَّ قَالَ هَذَا اَلْمَعْرُوفُ اَلَّذِي قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي كِتَابِهِ وَ لاَ يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ.

✪ عمرو بن ابی المقدام سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام یا امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: کیا تم جانتے ہو کہ آیت: ''اور کسی نیکی میں آپ کی مخالفت نہیں کریں گے۔(ممتحنہ ۱۲)'' کا کیا مطلب ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہؑ سے فرمایا کہ جب میں دنیا سے چلا جاؤں تو تم میرے غم میں اپنے چہرے پر طمانچے نہ مارنا (اور اسے زخمی نہ کرنا)، بال نہ کھولنا، واویلا نہ کرنا اور نوحہ خواں کھڑا نہ کرنا۔

پھر فرمایا: یہ وہ معروف (نیکی) ہے جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ

اس میں آنحضرتؐ کی مخالف نہ کرنا۔ [1]

قول مؤلف:

اس حدیث میں چہرہ پیٹنے کی ممانعت عام اموات پر محمول ہے اور اس کا ذکر دیگر کئی احادیث میں بھی آیا ہے۔اس سلسلے میں الکافی کتاب الجنائز وغیرہ کو دیکھا جاسکتا ہے لہٰذا بعض حضرات کا اس حدیث سے استدلال کرنا کم علمی کا مظاہرہ ہے جبکہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر اس فعل کی اجازت پیچھے ایک حدیث میں بالخصوص گزرچکی ہے۔(واللہ اعلم)۔

باب:۵۵

امام حسین علیہ السلام کے غم میں خون نکالنا

{232} السلام: فی بعض المجامیع للمتاخرین ما لفظه روی: عن علی بن حسین علیہ السلام انه ذات یوم من الایام وضع بین یدیه شئً من الطعام والشراب فذکر جوع ابیه الحسین علیہ السلام و عطشه یوم فی طف کربلا فخنقته العبرة و بکیٰ بکاً شدیداً حتیٰ بلّ اثوابه من شدة البکا والحزن والغرام علی ابیه الحسین علیہ السلام ثم امر برفع الطعام من بین یدیه واذا هو برجل نصرانی فدخل

---

[1] الکافی کلینی جلد پنجم صفحہ 527 حدیث 10203، بحارالانوار جلد 22 صفحہ 496 حدیث 42، معانی الاخبار شیخ صدوق جلد دوم صفحہ 439 باب 429 حدیث 33، وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 158 باب 117 حدیث 03، حیات القلوب مجلسی جلد دوم صفحہ 1008 (مختصراً)، الوافی فیض کاشانی جلد 22 صفحہ 853 حدیث 22330

وسلّم علیه، فقال النصرانی: یابن رسول الله: مد یدك فانّی اشهد ان لا اله الاالله و انّ محمداً رّسول الله وانّ علیاً امیرالمومنین ولی الله و حجته علی الخلق و انك یامولا?ی حجة الله علی خلقه وانّ الحق فیکم و معکم و الیکم ,فقال علی بن الحسین علیہ السلام: وما الّذی ازعجك و اخرجك عن دینك و مذهبك و فطرة آبائك و ملة اصحابك؟ فقال یا سیدی و مولاي لرویا رائته فی منامی!فقال له علی بن الحسین علیہ السلام: وما الّذی رائته یا اخا نصرانی؟ قال رایت یاسیدی کأنّی خرجت من بیتی قاصدا لزیارة بعض الاخوان، واذا بی قد تهت عن طریقی فحار فکری وضاع ذهنی وانسدت الطرق فی وجهی، ولم ادر این اتوجه۔فبینما فی حیرة من فکری واذا من خلفی زعقات و صرخات و تکبیر و تهلیل و اصوات عالیة قد ارتفعت، فالتفت الی ورا?ی واذا بخیل و عسکر و اعلام منشورة، و رووس علی رووس الماح مشهورة،ومن وراء الخیل والعسکر عجاف من الجمال علیها نسائمسلبات و اطفال موثوقات، واثاث بیوت محملات، و بین تلك النساء والاطفال غلام شاب راکب علی جمل اضلع وهو فی غایة الضر والعناء،وراسه و یداه مغلولتان الی عنقه بجامعه من حدید،وخذاء یشخبان دماً و دموعه تجری علی خدیه، وکأنه انت یا سیدی یا علی بن الحسین علیہ السلام، وکل من تلك النساء والاطفال تلطم وجهها و

خدیها تصیح بأعلی صوتها، وتقول: وا محمداه واه علیاه وا فاطمتاه وا حسناه وا حسیناه وا مقتولاه وا مذبوحاه وا غریباه وا ضعیتاه وا ـ ـ ـ وا کرباه۔ فخنقتنی العبرة ورق قلبی ودمعت عینی لحال تلک النساء، فانست وحشتی بهم، وجعلت ابکی لبکائهم واسیر لمسیرهم، فبینماهم سائرین اذا لاحت لهم قبة بیضاء من صدر البریة کانها شمس مضیئة و کان امام القفل ثلاثة من النساء، فلما راین القبة البیضاء وقعن من ظهور الجمل الی الارض، فحثین التراب علی رووسهن ولطمن علی خدودهن و قلن: وا حسناه وا حسیناه وا غربتاه وا ضعیتاه وا اقلة ناصراه۔ فلحق بهن رجل کوسج اللحیة ازرق العینین و ضربهن و رکبهن کرهاً، فرایت یا سیدی و مولای واحدة منهن واظنها اکبر سناً یتقاطر الدم من تحت قناعها من شدة وجدها وحزنها علی ما هی فیه، و کان یا سیدی امام الر?وس رأس له نور یزهر یغلب علی شعاع الشمس والقمر، ولما قربوا من تلک القبة البیضاء وقف الرجل الذی هو حامل الراس الشریف فزجروه واصحابه و ضربوه واخذوا الراس الشیریف منه، وقالوا له: یا لکع الرجال لقد عجزت عن حمله، قال: ولکن لم ار رجلاً تساعفنی عن المسیر فضربوه واخذوا الراس من عنده وناولوا رجلاً آخر، فوقف کذلک فجعلوا یتناولونه واحد بعد

واحد حتی نقلوہ ثلاثون رجلاً واللہ اعلم یا سیدی والکل
منھم لم یجد رجلاً تساعفہ علی المسیر۔ فاخبروا بذلک امیر
القوم فنزل عن فرسہ و باقی القوم نزلوا کذلک وضربوا لہ
خیمۃ ازھی من ثلاثین ذراع و جلس امیر القوم فی وسط
الخیمۃ والبقی من حولہ، واتوا بتلک النساء والاطفال
ورموھم علی وجہ الارض بغیر مھاد ولا فراش تصھرھم
الشمس وتلفع وجوھھم الریح، ونصبوا الرماع التی علیھا
الرووس امام تلک النساء والاطفال عمداً و قصداً لکسر
خواطرھم وزیادۃ لما ھم فیہ من حرقۃ قلوبھم و تفتت
اکبادھم۔ قال النصرانی: یا سیدی و مولای، فجزعت لذلک
جزعاً شدیداً و لطمت علی وجھی و مزقت اطماری لما شفنی و
شجانی، وجلست قریباً من النساء والاطفال و انا حزین
القلب باکی العین و اذا بالرمع الذی علیہ الراس الشریف قد
مال مما یلی القبۃ البیضاء و نطق بلسان طلق ذلق: یا ابتاہ یا
امیرالمومنین یعز علیک ما اصابنی و جری علینا من القتل
والذبح یا ابتاہ قتلونی واللہ عطشاناً، ظماناً غریباً وحیداً ذبیحاً
کذبح الکبش، یا ابتاہ یا امیرالمومنین رضوا جسمی بسنابک
الخیل، یا ابتاہ ذبحوا اطفالی وسبوا عیالی ولم یرحموا حالی،
وسمعت ایضاً الراس الشریف یوحد اللہ ویتلو آیات من
القرآن، فزاد علی جزعی وقلت فی نفسی: ان صاحب ھذا

الراس الشریف لذو قدر عندالله وشان عظیم، فمال قلبی الی محبته والموالاة به. فبینما انا افکر فی نفسی واخیرها بین الکفر والاسلام واذا بالنساء قد علا صراخهن و قمن علی الاقدام و شخصن بابصارهن مما یلی القبة البیضاء. فقمت علی قدمی و شخصت بصری واذا بنساء خرجن من تلك القبة، وامام تلك النساء جاریة حسناء، وفی یدیها ثوب مصبوغ بالدم وشعرها منشور وجیبها ممزوق، وهی تعثر باذیالها و تلطم خدها وتستغیث بالانبیاء وبابیها رسول الله بامیرالمومنین من قلب مفجوع و فواد بالحزن مشلوع، وهی تصرخ تنادی باعلی صوتها: وا ولداه وا ثمرة فواداه وا حبیب قلباه وا ذبیحاه وا قتیلاه وا غریباه وا عباساه وا عطشاه۔ولما قربت یا سیدی و مولای تلك الجاریة من الرووس والاطفال، وقعت مغشیة علیها ساعة طویلة. ثم افاقت من غشوتها و اومت بعینها الی الراس الشریف، فانحنی ذلك الرمح الذی علیه الراس الشریف بقدرة الله تعالی و سقط فی حجر الجاریة. فاخذته وضمته الی صدرها واعتنقته و قبلته، وقالت: یا بنی قتلوك کانهم ماعرفوك وما عرفوا من جدك وابوك؟ یا ویلهم و من الماء منعوك، علی وجهك قلبوك. ومن قفاك ذبحوك یا ولدی یا حسین من الذی جز راسك من قفاك؟ و من الذی هشم صدرك ورضه، وهدّ

قواك، ومن الذى يا ابا عبدالله سبى عيالك و نهب اموالك و من الذى ذبحك وذبح اطفالك؟! فما اجراهم على الله وعلى انتهاك حرمة رسول الله؟! قال الراوى: لما سمع على بن الحسين عليه السلام سقوط الرأس فى حجر الجارية الحسناء، قام على طوله ونطح جدار البيت بوجهه، فكسر أنفه وشج رأسه وسال دمه على صدره؟، وخر مغشياً عليه من شدة الحزن والبكاء. فلما افاق من غشوته صرخ صرخة عالية حتى سمعها اهل المدينة، فماجت المدينة بأهلها كما تموج السفينة فى البحر، فخرجن نسائه و بناته واهل بيته وكلهن كان حاضراً و اتين اليه يتعثرن باذيالهن لما سمعوا تلك الصيحة العالية من على بن الحسين عليه السلام فراينه فى بكاء دائم و عزاء قائم، فتصارخن فى وجه وتباكين لبكائه ونعين لنعائه. قال النصرانى: وقد ظننت النساء بأن سبب هذا البكاء وتجديد هذا العزائمنى، فاتتنى واحدة من تلك النساء وقالت: يا ويلك ياهذا! قد هيجت على هذا العبد الصالح احزاناً كامنه فى قلبه و عبرة منكسرة فى صدره و ارادت (ان) تخرجنى من البيت، فمنعها الامام. فبينما الامام فى بكائه وحنينة على ما ذكرت له واذا بصبى قد أتى اليه و جلس الى جانبه، وقال: يا ابتاه على من هذا البكاء؟ ولم هذا العزاء؟ قال: نعم يا بنیّ هذا الرجل النصرانى يذكر انه را؟ فى منامه راس جدك

الحسین علیہ السلام و ر ?وس اولادہ و اھل بیتہ و ر ?وس اخوتہ و بنی اخیہ و نسائہ واطفالہ یدار بھم من بلد الی بلد و من مکان الی مکان و من سکۃ الی سکۃ فبکی الصبی ولطم علی خدہ وصاح بأعلی صوتہ: یا جداہ وا حسیناہ واغربتاہ وا مظلوماہ، یالیتنی قد قتلت بین یدیک یا جداہ یالیتنی قد جرعت کاس الردی دونک؟ یا جداہ یا لیتنی کنت لک الفداء و روحی لروحک الوقا۔ واذا بجاریۃ اتت الیہ و حملتہ علی صدرھا و جلست ناحیۃ عن ابیہ من شفقتھا علیہ، و جعلت تمسح الدم علی وجھہ و تعزیۃ، فلا یتعزی و تسلیۃ فلا یتسلی، ورایت ایضاً شخصاً کبیراً وقد جلس علی البیت من خارج الباب وھو یلطم علی خدیہ و یصیح و یندب بأعلی صوتہ وا قوماہ وا اھلاہ وا حسناہ وا حسیناہ وا جعفراہ وا عقیلاہ وا حمزتاہ وجعل یقوم و یجلس و ینتحب و یبکی، قال النصرانی: فرأیت علی بن الحسین علیہ السلام قد تغیرت احوالہ، فأمسکت عن الکلام فالتفت الیّ الامام صلوات اللہ علیہ وقال لی: تمم المنام یرحمک اللہ قلت: یا سیدی و اما ما کان من الجاریۃ الحسناء، فانھا اخذت الراس الشریف ووضعتہ فی حجرھا وھی تشمہ تارۃ و تلثمہ اخری والنساء تعزونھا علی ما اصابھا و جری علیھا، واذا بشخص قد اقبل علیھن من صدر البریۃ وھو جثۃ بلا راس والدم یجری من نحرہ علی جمیع بدنہ، ولما قرب

یا سیدی ذلک الشخص من النساء والجاریة الحسناء، فقمن على اقدامهن ولطمن على خدودهن و شققن جيوبهن و تصارخن فی وجهه، فاخذت الجارية الحسناء ذلك الرأس و رفعته على كلتى يديها واذا بهاتف نسمع صوته ولا نرى شخصه وهو يقول:

شعر:

يا فاطم الزهراء جئناك بالراس
كالبدر يزهو بجنح الليل للناس*
مضمخ شيبه بالدم منحرة
من فعل قوم ملاعين وارجاس*
قد قده الشمر بالعضب السنين على
حقد بقلب مشوم جاسر قاس*

يقول:

يا ام قدى للجيوب ثرى
يزيدهم هدمت يمناه اضراس*

ثم اتت بالراس الشريف الى ذلك الجسد المبارك الذى هو من غير راس، فركبته فاستوى بقدرة الله تعالى و قام على اقدامه فاعتنقته واعتنقها فسقطا الى الارض مغشياً عليهما فلما افاقا من غشوتهما جعلت تمسح الدم من منحره

وجميع بدنه وانشات تقول:

يقول:

يا راس يا راس قد جددت احزاني
لما جرى لك يا روحي و جثماني*
ايا قتيلاً بلا ذنب ولا سبب
و يا غريباً بعيد الدار مهتاني*
والجن والانس قد ناحت لمصرعكم
مصابكم احرق الاحشاء نيراني*

قال: ثم انها صلوات الله عليها نادت: السلام عليك يا ولدى السلام عليك يا قرة عيني ويا ثمرة فوأدى ويا حبيب قلبي و جعلت تأخذ الدم من نحره الشريف و تصبغ به جبينها وناصيتها و مفرق راسها، و تقول: هكذا القى ربي يوم القيامة وانا مخضبة بدمك يا ولدى يا حسين، قال النصراني: فدنوت من النساء و اشرت الى جارية سوداء، فاتت الى فقلت لها: بالله عليك يا جارية اخبريني عن هذا المصاب، فقد اذاب قلبي و احرق فوأدى و شب نكراني، فقالت لي يا ويلك انت نائم ام يقظان؟ وان خبر هذا المصاب في اهوال بلغت الى عنان السماء و الى اسفل ارضين السفلى و تضعضعت منها الاطوار و تفتت منها الا كباد وبكى لها الانس والجان والحور والولدان والملائكة في السماء والجنة والنار والطيور على

الاشجار ولحیتان فی البحار والحجار والاثمار، فقلت لها انا رجل ذمی مغمور فی غمرات النصاری ولم اعلم بذلك، لكن اخبرینی لمن هذه الخیل والعسكر وعن هذا الرووس المشهورة وعن هذه النساء والاطفال المحملین علی الجمال المربقین بالاحبال وهم فی اذل الاحوال وعن الراس الذی یتكلم من غیر جثة وعن جسد الذی یمشی بغیر راس وعن الجاریة التی ركبت الراس علی الجسد فقالت: یا ویلك اما الخیل والعسكر فهی لعبیدالله بن زیاد لعین اهل السماوات والارض واما الرووس المشهورة علی الرماح فهی اولاد الحسین علیہ السلام واخوته وبنی عمه والنساء والاطفال له، واما الراس الذی یتكلم بغیر جثة فهو راس الحسین بن علی بن ابی طالب علیهم السلام و هذا الجسد الذی یمشی بغیر راس فهو جسده الشریف و هذه الامراة الكئیبة الحزینة امه فاطمة الزهراء و بنت اشرف الانبیاء، فقلت لها: اقسمت علیك بالله الا ما اعتذرت لی منها والتمست لی منها بان تاذن لی ان اصل الی هذا الشخص الربانی، فاسلم علی یدیه واهتدی بنوره فاستاذنت لی، فجئت الیه وكببت علی قدمیه و اسلمت علی یدیه و تشرفت بنور طلعته و جئت الیك اجدد اسلامی علی یدیك واتمسك بولایتك وولایة آبائك الطاهرین و اولی الامر ولیكم و اعادی عدوكم و افرح لفرحكم و

احزن لحزنکم، والسلام علیك ورحمة الله وبر کاته۔

متاخرین (علماء) کی بعض جمع کردہ کتب میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ ایک دن امام علی بن حسین علیہ السلام کے سامنے آب وطعام لایا گیا پس آپ نے اپنے والد گرامی امام حسین علیہ السلام کی کربلا میں بھوک اور پیاس کو یاد کیا تو آنسو بہنے لگے اور شدید گریہ کیا حتی کہ گریہ کی وجہ سے آپ کے کپڑے بھیگ گئے اور آپ اپنے والد گرامی امام حسین علیہ السلام پر شدید محبت کا اظہار کر رہے تھے۔ پھر آپ نے سامنے سے طعام کو اٹھا لینے کا حکم دیا کہ اسی لمحے ایک نصرانی شخص داخل ہوا اور آپ پر سلام کیا پس نصرانی نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے! اپنا ہاتھ بڑھائیے (اس نے کہا) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور حضرت علیؑ مومنوں کے امیر، اللہ کے ولی اور اس کی خلق پر اس کی حجت ہیں اور بیشک اے میرے سردار آپ اس کی خلق پر اس کی حجت ہیں اور حق آپ میں ہے، آپ کے ساتھ ہے اور آپ ہی کی طرف ہے۔

امام علی بن حسین علیہ السلام نے فرمایا! ایسا کیا ہوا کہ جس سے تم اپنے دین، اپنے مذہب، اپنے آباواجداد کی فطرت اور اپنے ساتھیوں کی ملت سے نکل آئے؟ اس نے کہا: اے میرے سردار اور میرے مولا! یہ اس خواب کی وجہ سے ہے جو میں نے دیکھا۔ امام علی بن حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے میرے نصرانی بھائی! تم نے کیسا خواب دیکھا ہے؟ اس نے کہا: اے میرے سردار! میں نے دیکھا کہ میں اپنے کچھ بھائیوں سے ملنے گھر سے نکلا تو میں راستہ بھول گیا اور میرا دماغ چکرا گیا اور میرے سامنے راستہ گم ہو گیا اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ میرا منہ کس طرف ہے؟ میں ابھی اسی فکر میں مبتلا تھا کہ میرے پیچھے چیخیں ہی چیخیں اور تکبیر اور تہلیل کی آوازیں بلند تھیں پس میں پیچھے متوجہ ہوا تو وہاں

گھوڑے، لشکر، میڈیا اور سروں پر سر نیزوں پہ بلند ہیں اور گھوڑوں اور لشکر کے پیچھے دبلے اونٹ ہیں جن پر مسلبات عورتیں اور قابل اعتماد بچے سوار ہیں اور گھر نما محمل ہیں اور ان عورتوں اور بچوں کے درمیان ایک جوان بھدے اونٹ پر سوار ہے اور وہ (اونٹ) نقصان دہ اور ڈرا ہوا ہے جبکہ اس (شخص) کے ہاتھ پس گردن لوہے کے زنجیر سے بندھے ہوئے ہیں، اس کی رانوں سے خون جاری ہے، اس کے رخسار خون آلود ہیں اور وہ اے میرے سردا علی بن حسین علیہ السلام آپ تھے اور ان عورتوں اور بچوں میں سب اپنے چہرے اور رخسار پیٹ رہے تھے اور ان کی آوازیں بلند تھیں اور کہتے تھے: وا محمداہ، وا علیاہ، وا فاطمتاہ، وا حسناہ، وا حسیناہ، وا قتل ہونے والے، وا ذبح ہونے والے، وا غریباہ، وادر بدر پھرائے جانے والے، وا کرباہ۔

ان مستورات کو دیکھ کر میرا دل غمزدہ اور چور چور ہو گیا اور میری آنکھیں رونے لگیں، مجھے ان پر ترس آیا اور میں ان کے رونے سے رونے لگا اور ان کی قید سے قید ہو گیا۔ پس جب وہ چل رہے تھے تو ان کے درمیان ایک سفید گنبد تھا جیسے سورج چمک رہا ہو اور قفل کے سامنے تین مستورات تھیں پس جب انہوں نے سفید گنبد کو دیکھا تو وہ اونٹ کے سامنے زمین پر گر گئیں اور ان کے سر خاک آلود ہو گئے اور انہوں نے چہروں پر پیٹا اور کہتی تھیں: واحسناہ، واحسیناہ، واغریبی، وادر بدر پھرنا، وامددگار کم ہونا۔

پس ان کے پیچھے داڑھی والا اور نیلی آنکھوں والا آدمی تھا جس نے ان کو مارا اور ان کو زبردستی سوار کیا۔ اے میرے سید و سردا! میں نے دیکھا اور مجھے لگا کہ ان میں سے ایک عمر میں بڑی ہے اس کے ماسک کے نیچے سے شدید خون ٹپک رہا ہے اور اس کا حزن اسے ہی معلوم ہے اور اے میرے سردار! سواروں کے آگے ایک سر تھا جس سے ایسا نور ساطع تھا جو سورج اور چاند کی شعاعوں پر غالب تھا اور جب وہ لوگ سفید گنبد کے قریب ہوئے پس جس شخص نے اس سراقدس کو اٹھایا ہوا تھا وہ رک گیا تو وہ اسے ڈانٹنے

لگے اور اس کے ساتھی اسے مارنے لگے اور اس سے سر لے لیا اور اس سے کہنے لگے: اے لوگوں کی کھانسی! تو اسے اٹھانے سے عاجز ہے؟ اس نے کہا: لیکن کوئی مرد راستے میں میری مدد کو نہیں آیا۔ پس انہوں نے اسے مارا اور اس سے سر لے کر دوسرے شخص کو دے دیا پس وہ بھی اسی طرح رک گیا تو انہوں نے اس سے بھی لے لیا اور اس طرح تیس آدمیوں کے ساتھ ہوا اور اللہ جانتا ہے اے میرے سردار! ان میں سے کوئی آدمی نہیں تھا جو راستے میں اس کی مدد کر پاتا۔ انہوں نے اس بات کی خبر قوم کے امیر کو دی تو وہ نیچے اترا اور باقی لوگ بھی نیچے اترے اور انہوں نے اس شخص کو تیس ہاتھ کے روشن خیمے سے مارا اور قوم کا امیر خیمہ کے درمیان بیٹھ گیا جبکہ باقی اس کے اردگرد بیٹھ گئے اور ان مستورات اور بچوں کو لایا گیا اور ان کو بغیر چٹائی اور بغیر فرش کے زمین پر پھینک دیا گیا کہ سورج ان کو جلا رہا تھا اور گرم ہوا ان کے چہروں کو جھلسا رہی تھی، انہوں نے ان مستورات اور بچوں کے سامنے جان بوجھ کر ان نیزوں کو کھڑا کیا جن کے اوپر سر تھے تاکہ ان کے خیالات کو بدلا جائے اور ان کے دلوں کی تکلیف زیادہ کی جائے اور ان کی زندگیاں ختم کی جائیں۔

نصرانی نے کہا: اے میرے سید و سردار! میں نے اس پر شدید جزع فزع کیا اور اپنا چہرہ پیٹا، اپنا پہلو زخمی کر لیا اور کپڑے پھاڑ ڈالے اور میں ان مستورات اور بچوں کے ساتھ بیٹھ گیا جبکہ میرا دل غمگین اور آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں اور جس نیزے پر سر اقدس تھا وہ سفید گنبد کی طرف جھکا اور خشک زبان سے بول کر کہا: اے میرے بابا اے امیر المومنین! میں آپ کو اپنی مصیبت سناتا ہوں جو ہم پر قتل اور ذبح کی وجہ سے جاری ہے، اے میرے بابا: اللہ کی قسم مجھے پیاسا قتل کیا گیا، مجھے غریبی کے عالم میں قتل کیا گیا اور ایسے ذبح کیا گیا جیسے دنبے کو ذبح کرتے ہیں، اے بابا اے امیر المومنین! میرا جسم گھوڑوں کے سموں سے روندا گیا، اے بابا! میرے بچے کو ذبح کر دیا گیا، میرے اھل و

عیال کی توہین کی گئی اور میرے حال پر رحم نہ کیا گیا

اور میں نے سنا وہ سرِ اقدس اللہ کی توحید بیان کر رہا تھا اور قرآن کی آیات تلاوت کر رہا تھا پس میرا غم بڑھ گیا اور میں نے دل میں کہا: یہ جس شخص کا سر شریف ہے اس کی اللہ کے نزدیک بڑی شان اور بڑا مرتبہ ہے، میرے دل میں اس کی محبت اور ولایت آ گئی اور میں اپنے دل میں اسلام اور کفر کے درمیان فکر کرنے لگا جبکہ مستورات چیخ و پکار کر رہی تھیں اور اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر سفید قبہ پر نظریں جمائے ہوئے تھیں پس میں کھڑا ہوا اور غور سے دیکھا کہ (کچھ) مستورات اس قبہ سے باہر آئیں تو ان کے آگے ایک خوبصورت جاریہ تھی اس کے ہاتھ میں خون آلود کپڑے تھے اور اس کے بال پراگندہ تھے اور دامن پھٹا ہوا تھا اور پہلو زخمی تھا اور رخسار خون آلود تھے اور وہ پریشانی کے عالم میں انبیاء کو اور اپنے بابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور امیر المومنینؑ کو دکھے دل سے مدد کیلیے پکار رہی تھی اور غم سے چور تھی، اس نے چیخ ماری اور بلند آواز سے پکارا: اے میرے بیٹے، اے جگر کے ٹکڑے، ہائے میرے دل کے پیارے، ہائے ذبح ہونے والے، ہائے قتل ہونے والے، ہائے غریب، ہائے عباس، ہائے پیاس۔

اور اے میرے سردار! جب وہ جاریہ ان سروں اور بچوں کی کے پاس گئی اس پر کافی وقت غشی طاری ہوگئی جب وہ ہوش میں آئی تو سر شریف کی طرف آنکھیں جما لیں پس جس نیزے پر وہ سر تھا اللہ کی قدرت سے جھک گیا اور جاریہ کے (پاس) پتھر میں گر گیا، اس نے اسے اٹھایا اپنے سینے سے لگایا، گلے سے لگایا، بوسہ دیا اور کہا: اے میرے بیٹے! انہوں نے تجھے قتل کیا وہ تمہیں جانتے نہیں تھے اور تمہارے باپ اور جد سے واقف نہ تھے؟ ان پر لعنت ہو جنہوں نے تمہارا پانی بند کیا، تمہارے دل کو دکھایا اور تمہارے ذبح کرنے کی تشہیر کی، اے میرے بیٹے اے حسین! وہ کون ہے جس نے تمہارا سر جدا کیا؟ وہ کون ہے جس نے تمہارے سینے کو کچل ڈالا اور اس پر خوش ہوا اور

تمہاری قوت کو کم کیا؟ وہ کون ہے اے یا عبداللہ! جس نے تمہارے اہل وعیال کی توہین کی، تمہارا مال لوٹا اور وہ کون ہے جس نے تمہیں اور تمہارے بچوں کو ذبح کیا؟ انہیں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی حرمت کی خلاف ورزی کرنے پر کس نے راضی کیا؟!

راوی کہتا ہے کہ جب امام علی بن حسین علیہ السلام نے جاریہ کے پتھر میں سر گرنے والی بات سنی تو آپ سیدھے کھڑے ہو گئے اور اپنا چہرہ گھر کی دیوار سے مار دیا جس سے ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اور سر زخمی ہو گیا اور خون سینے پر بہنے لگا اور شدید حزن وبکا کی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئے۔

پھر جب آپ کو ہوش آیا تو آپ نے بلند آواز سے چیخ ماری جسے اہل مدینہ نے سنا مدینہ والے ایسے آئے جیسے سمندر میں کشتی ٹوٹ گئی ہو پس آپ کی عورتیں اور بیٹیاں اور آپ کی اہل بیت سب وہاں آگئیں اور وہ جلدی میں ٹھوکریں کھا کر پہنچیں جب انہوں نے امام علی بن حسین علیہ السلام سے زوردار چیخ سنی اور ہم نے آپ کو مستقل طور پر روتے اور عزاء قائم کرتے ہوئے دیکھا پس وہ آپ کے سامنے چیخ رہی تھیں اور آپ کے گریہ کی وجہ سے گریہ وبکا کر رہی تھیں اور آپ کے نوحے کی وجہ سے نوحہ کر رہی تھیں۔

نصرانی نے کہا: میں نے خیال کیا کہ ان عورتوں کے گریہ وبکا اور تجدید عزاء کی وجہ میں بنا ہوں۔ پس ان میں سے ایک عورت میرے پاس آئی اور کہا: افسوس ہے کہ وہ تم ہو؟ تم نے نیک بندے کا دل دکھایا اور غمزدہ کیا اور اس کے سینے کو تنگ کیا اور اس نے ارادہ کیا کہ مجھے گھر سے نکال دے تو امامؑ نے منع کر دیا۔ امام اسی غم کی کیفیت میں تھے جو میں نے ان سے ذکر کیا تھا کہ ایک بچہ آپ کی طرف آیا اور ایک طرف بیٹھ گیا اور کہا: اے بابا جان! یہ گریہ وبکا اس شخص کی وجہ سے ہے اور کس کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میرے بچے یہ نصرانی شخص نے اپنے خواب کا ذکر کیا جو اس نے دیکھا کہ تمہارے جد حسین علیہ السلام کا سر اور ان کی اولاد اور اہل بیت کے سر اور ان کے بھائیوں کے

سروں کو اور بھائیوں کے بیٹوں اور عورتوں اور آپ کے بچوں کو شہر سے شہر، مکان سے مکان اور قریہ سے قریہ پھرایا گیا پس بچہ رونے لگا اور رخساروں پر پیٹنے لگا اور زور سے چیخنے لگا کہ یا جداہ! واحسیناہ، واغربتاہ، وامظلوماہ، اے کاش میں آپ کے ساتھ قتل ہوتا اے میرے جد، اے کاش میں آپ کے بغیر زندہ کیوں ہوں؟ اے میرے جد! کاش میں آپ پر فدا ہوتا اور میری روح آپ کی روح کے لیے بدلہ ہوتی۔

پس ایک جاریہ آئی اور بچے کو اٹھا کے سینے سے لگایا اور میں اس بچے پر اس کی شفقت دیکھ کر بیٹھ گیا اور اس کے چہرے سے خون مل لیا اور اسے تعزیت کی جو کچھ بھی نہیں اور اسے تسلی دی جو کچھ بھی نہیں اور میں نے ایک بڑے شخص کو دیکھا جو گھر کے خارجی دروازے پر بیٹھا تھا اور وہ اپنے رخساروں پر پیٹ رہا تھا اور بلند آواز سے ندبہ کر رہا تھا: واقوماہ، وااھلاہ، واحسناہ، واحسیناہ، واجعفراہ، واعقیلاہ، واحمزتاہ اور وہ اٹھتا اور بیٹھتا تھا اور ندبہ اور گریہ کرتا تھا۔

نصرانی نے کہا: میں نے امام علی بن حسین علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کی حالات میں تغیر آ گیا ہے تو میں خاموش ہو گیا، آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے کہا: اللہ تم پر رحم کرے اپنا خواب مکمل کرو۔ میں نے عرض کیا: اے میرے سردار! وہ جو خوبصورت جاریہ تھی اس نے سر اقدس کو لیا اور اسے اپنے حجرے میں رکھا۔۔۔۔ وھی تشمہ تارۃ و تلشمہ اُخری۔۔۔۔ اور عورتیں اس کی مصیبت پر اس سے تعزیت کر رہی تھیں۔ ایک شخص اپنے لوگوں کے درمیان سے ان کی طرف آگے آیا جو کہ سر کے بغیر ایک جسد تھا اور اس کی گردن سے تمام جسم پر خون جاری تھا اور جب یہ شخص عورتوں اور خوبصورت جاریہ سے قریب ہوا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور اپنے رخسار پیٹنے لگیں اور اپنے گریبان چاک کر دیئے اور اس کے سامنے زور سے چیخنے لگیں پس خوبصورت جاریہ نے اس سر کو اٹھا لیا اور اپنے ہاتھوں پر بلند کیا اس وقت ہم نے ہاتف کی آواز سنی جبکہ کوئی نظر نہیں آ رہا تھا اور وہ

کہہ رہا تھا:

یا فاطم الزهراء جئناک بالراس
كالبدر يزهو بجنح الليل للناس*
مضمخ شيبه بالدم منحرة
من فعل قوم ملاعين وارجاس*
قد قده الشمر بالعضب السنين على
حقد بقلب مشوم جاسر قاس*

وہ کہتا ہے:

یا ام قدی للجیوب ثری
يزيدهم هدمت يمناه اضراس*

پھر وہ سر اقدس کو اس جسد مبارک کی طرف لے آئی جو سر کے بغیر تھا اور اس کی گردن پر ملا کر رکھا تو اللہ کی قدرت سے اس پر قائم ہو گیا اور اپنے پاوں پر کھڑا ہو گیا تو اس نے اسے گلے لگا لیا اور جب گلے لگا یا تو دونوں غش کھا کر زمین پر گر پڑے پھر جب غشی سے افاقہ ہوا تو اس نے اس کی گردن سے اور پورے جسم سے خون کا مسح کیا اور اشعار کہے:

یا راس یا راس قد جددت احزانی
لما جرى لک یا روحی و جثماً*
ایا قتیلاً بلا ذنب ولا سبب
و يا غريباً بعيد الدار مهتاً*

والجن والانس قد ناحت لمصرعکم
مصابکم احرق الاحشاء نیراً*

نصرانی نے کہا: پھر اس نے ندا دی: اے میرے بیٹے تم پر سلام ہو، اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تم پر سلام ہو، اے میرے میوہ جگر اور اے میرے دل کے پیارے اور اس کی گردن شریف سے خون لے کر اپنی پیشانی پر لگایا کہ اس کا رنگ بدل گیا اور اپنے بال خضاب کر لیے اور کہا: میں قیامت کے دن اسی طرح اپنے رب سے ملاقات کروں گی کہ اے میرے بیٹے حسین تمہارا خون میرے اوپر ملا ہوا ہے۔

نصرانی نے کہا: میں ان عورتوں سے چلا گیا اور ایک سوداء جاریہ کو اشارہ کیا تو وہ میری طرف آ گئی، میں نے اسے کہا: تمہیں خدا کی قسم اے جاریہ! مجھے ان مصیبتوں کے بارے بتاو کہ اس نے میرا دل پگھلا دیا، میرا سینہ چیر دیا اور شب نیرانی کر دی۔ اس نے مجھے کہا: افسوس ہے تم پر کہ تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟ اور ان مصائب کی خبر آسمان کی بلندیوں سے زمین کی گہرایوں تک پہنچ چکی، اس سے اطوار کمزور ہو گئے اور بادیاں ٹوٹ گئیں اور اس پر انسان، جن، حوریں، غلمان، آسمان میں ملائکہ، جنت، جہنم، درختوں پر پرندے، سمندروں میں مچھلیاں، پتھر اور پہاڑ (سب) گریہ کرتے ہیں۔

میں نے کہا: میں ذمی شخص ہوں اور نصرانیوں کے سمندروں میں مغمور ہوں اور اس بارے کچھ نہیں جانتا پس تم مجھے بتاو کہ یہ گھوڑے، لشکر، یہ مشہور سر، یہ عورتیں اور بچے، اونٹوں پر سوار رسیوں سے بندھے بچے اور ان کا ذلت آمیز حال، وہ سر جو بغیر جسد کے بولتا ہے اور وہ جسم جو بغیر سر چلتا ہے اور وہ جاریہ جس نے سر کو جسد پر رکھا یہ سب کیا ہے؟ اس نے کہا: تجھ پر افسوس! یہ گھوڑے اور لشکر عبید اللہ بن زیاد کے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا لعین ہے اور وہ مشہور سر جو نیزوں پر ہیں مولا حسین علیہ السلام کی اولاد اور ان

کے بھائیوں اور چچا کے بیٹوں کے ہیں اور عورتیں اور بچے بھی انہی کے ہیں اور وہ سر جو بغیر جسد بولتا ہے وہ حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کا ہے اور وہ جسد جو بغیر سر چلتا ہے انہی کا ہیاور وہ خاتون جو انتہائی غمگین و اداس ہے وہ ان کی والدہ سیدہ فاطمہ الزہرا علیہا السلام ہیں اور وہ اشرف الانبیاء کی بیٹی ہیں۔

میں نے اس سے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میری طرف سے ان سے معذرت کر اور میری طرف سے ان سے درخواست کر کہ وہ مجھے اس ربانی شخص کے پاس آنے دیں تا کہ میں ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں اور ان کے نور سے ہدایت پا جاوں۔ پس اس نے مجھے اجازت دے دی تو میں ان کے قریب آیا اور ان کے قدموں پر گر گیا اور ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ان کے نور سے روشنی حاصل کی اور میں آپ کی طرف آیا ہوں کہ اپنے اسلام کی تجدید آپ کے ہاتھوں پر کروں اور آپ کی اور آپ کے طاہر آباء واجداد علیہم السلام کی ولایت سے تمسک کروں اور آپ لوگوں کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن رکھوں اور آپ لوگوں کی خوشی سے خوش ہوں اور آپ لوگوں کے غم سے غم کروں والسلام علیك ورحمة الله وبركاته۔۔۔۔[1]

{233} بحالأنوار: أَقُولُ رَأَيْتُ فِي بَعْضِ اَلْكُتُبِ اَلْمُعْتَبَرَةِ رُوِيَ مُرْسَلاً عَنْ مُسْلِمٍ اَلْجَصَّاصِ قَالَ: دَعَانِي اِبْنُ زِيَادٍ لِإِصْلاَحِ دَارِ اَلْإِمَارَةِ بِالْكُوفَةِ فَبَيْنَمَا أَنَا أُجَصِّصُ اَلْأَبْوَابَ وَإِذَا أَنَا بِالزَّعَقَاتِ قَدِ اِرْتَفَعَتْ مِنْ جَنَبَاتِ اَلْكُوفَةِ فَأَقْبَلْتُ عَلَى خَادِمٍ كَانَ مَعَنَا فَقُلْتُ مَا لِي أَرَى اَلْكُوفَةَ تَضِجُّ قَالَ اَلسَّاعَةَ أَتَوْا بِرَأْسِ خَارِجِيٍّ خَرَجَ عَلَى يَزِيدَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا اَلْخَارِجِيُّ فَقَالَ: اَلْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ

[1] دار السلام فیما یتعلق بالرویا والمنام، محدث نوری: جلد دوم صفحہ ۱۹۹

عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ فَتَرَكْتُ اَلْخَادِمَ حَتَّى خَرَجَ وَ لَطَمْتُ وَجْهِي حَتَّى خَشِيتُ عَلَى عَيْنِي أَنْ يَذْهَبَ وَ غَسَلْتُ يَدَيَّ مِنَ اَلْجِصِّ وَ خَرَجْتُ مِنْ ظَهْرِ اَلْقَصْرِ وَ أَتَيْتُ إِلَى اَلْكِنَاسِ فَبَيْنَمَا أَنَا وَاقِفٌ وَ اَلنَّاسُ يَتَوَقَّعُونَ وُصُولَ اَلسَّبَايَا وَ اَلرُّءُوسِ إِذْ قَدْ أَقْبَلَتْ نَحْوَ أَرْبَعِينَ شُقَّةً تُحْمَلُ عَلَى أَرْبَعِينَ جَمَلاً فِيهَا اَلْحُرَمُ وَ اَلنِّسَاءُ وَ أَوْلاَدُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ وَ إِذَا بِعَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَلَى بَعِيرٍ بِغَيْرِ وِطَاءٍ وَ أَوْدَاجُهُ تَشْخُبُ دَماً وَ هُوَ مَعَ ذَلِكَ يَبْكِي وَ يَقُولُ: يَا أُمَّةَ اَلسَّوْءِ لاَ سُقْيَا لِرَبْعِكُمْ يَا أُمَّةً لَمْ تُرَاعِ جَدَّنَا فِينَا لَوْ أَنَّنَا وَ رَسُولُ اَللَّهِ يَجْمَعُنَا يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَا تُسَيِّرُونَا عَلَى اَلْأَقْتَابِ عَارِيَةً كَأَنَّنَا لَمْ نُشَيِّدْ فِيكُمْ دِيناً بَنِي أُمَيَّةَ مَا هَذَا اَلْوُقُوفُ عَلَى تِلْكَ اَلْمَصَائِبِ لاَ تُلَبُّونَ دَاعِيَنَا تُصَفِّقُونَ عَلَيْنَا كَفَّكُمْ فَرَحاً وَ أَنْتُمْ فِي فِجَاجِ اَلْأَرْضِ تَسُبُّونَا أَ لَيْسَ جَدِّي رَسُولُ اَللَّهِ وَيْلَكُمْ أَهْدَى اَلْبَرِيَّةِ مِنْ سُبُلِ اَلْمُضِلِّينَا يَا وَقْعَةَ اَلطَّفِّ قَدْ أَوْرَثْتِنِي حَزَناً وَ اَللَّهُ يَهْتِكُ أَسْتَارَ اَلْمُسِيئِينَا قَالَ صَارَ أَهْلُ اَلْكُوفَةِ يُنَاوِلُونَ اَلْأَطْفَالَ اَلَّذِينَ عَلَى اَلْمَحَامِلِ بَعْضَ اَلتَّمْرِ وَ اَلْخُبْزِ وَ اَلْجَوْزِ فَصَاحَتْ بِهِمْ أُمُّ كُلْثُومٍ وَ قَالَتْ يَا أَهْلَ اَلْكُوفَةِ إِنَّ اَلصَّدَقَةَ عَلَيْنَا حَرَامٌ وَ صَارَتْ تَأْخُذُ ذَلِكَ مِنْ أَيْدِي اَلْأَطْفَالِ وَ أَفْوَاهِهِمْ وَ تَرْمِي بِهِ إِلَى اَلْأَرْضِ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ وَ اَلنَّاسُ يَبْكُونَ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ. ثُمَّ إِنَّ أُمَّ كُلْثُومٍ أَطْلَعَتْ رَأْسَهَا مِنَ اَلْمَحْمِلِ وَ قَالَتْ لَهُمْ صَهْ يَا أَهْلَ

اَلْکُوفَةِ تَقْتُلُنَا رِجَالُکُمْ وَ تَبْکِینَا نِسَاؤُکُمْ فَالْحَاکِمُ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمُ اللّٰهُ یَوْمَ فَصْلِ الْقَضَاءِ فَبَیْنَمَا هِیَ تُخَاطِبُهُنَّ إِذَا بِضَجَّةٍ قَدِ ارْتَفَعَتْ فَإِذَا هُمْ أَتَوْا بِالرُّءُوسِ یَقْدُمُهُمْ رَأْسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلاَمُ وَ هُوَ رَأْسٌ زُهْرِیٌّ قَمَرِیٌّ أَشْبَهُ الْخَلْقِ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ وَ لِحْیَتُهُ کَسَوَادِ السَّبَجِ قَدِ انْتَصَلَ مِنْهَا الْخِضَابُ وَ وَجْهُهُ دَارَةُ قَمَرٍ طَالِعٍ وَ الرُّمْحُ تَلْعَبُ بِهَا یَمِیناً وَ شِمَالاً فَالْتَفَتَتْ زَیْنَبُ فَرَأَتْ رَأْسَ أَخِیهَا فَنَطَحَتْ جَبِینَهَا بِمُقَدَّمِ الْمَحْمِلِ حَتَّى رَأَیْنَا الدَّمَ یَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ قِنَاعِهَا وَ أَوْمَأَتْ إِلَیْهِ بخرقة [بِخِرْقَةٍ] وَ جَعَلَتْ تَقُولُ: یَا هِلاَلاً لَمَّا اسْتَتَمَّ کَمَالاً غَالَهُ خَسْفُهُ فَأَبْدَا غُرُوبَا مَا تَوَهَّمْتُ یَا شَقِیقَ فُؤَادِی کَانَ هَذَا مُقَدَّراً مَکْتُوبَا یَا أَخِی فَاطِمَ الصَّغِیرَةَ کَلِّمْهَا فَقَدْ کَادَ قَلْبُهَا أَنْ یَذُوبَا یَا أَخِی قَلْبُکَ الشَّفِیقُ عَلَیْنَا مَا لَهُ قَدْ قَسَى وَ صَارَ صَلِیبَا یَا أَخِی لَوْ تَرَى عَلِیّاً لَدَى الْأَسْرِ مَعَ الْیُتْمِ لاَ یُطِیقُ وُجُوبَا کُلَّمَا أَوْجَعُوهُ بِالضَّرْبِ نَادَاکَ بِذُلٍّ یَغِیضُ دَمْعاً سَکُوبَا یَا أَخِی ضُمَّهُ إِلَیْکَ وَ قَرِّبْهُ وَ سَکِّنْ فُؤَادَهُ الْمَرْعُوبَا مَا أَذَلَّ الْیَتِیمَ حِینَ یُنَادِی بِأَبِیهِ وَ لاَ یَرَاهُ مُجِیبَا.

علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ میں نے بعض معتبر کتابوں میں یہ روایت دیکھی ہے جسے مسلم الجصاص سے مرسل روایت کیا گیا ہے، اُس کا بیان ہے کہ ابن زیاد نے کوفہ میں مجھ کو مرمتِ دارالامارۃ کے واسطے طلب کیا تھا۔ میں دروازہ قصر پر گچکاری کر رہا تھا۔ ناگاہ شور وشیون اطرافِ شہر سے بلند ہوا۔ میں نے ایک

مزدور سے پوچھا یہ لوگ کیوں چلاتے ہیں! اُس نے کہا العیاذ باللہ، ایک خارجی نے یزید پر خروج کیا تھا۔اس کا سر اس وقت لا رہے ہیں۔میں نے کہا وہ خارجی کون تھا؟ کہا حسین بن علی علیہ السلام یہ سنکر میں چپ ہو گیا جب مزوعر باہر گیا تو میں نے اپنا منہ اس قدر پیٹا کہ قریب تھا میری آنکھیں پھوٹ جائیں، پھر ہاتھ دھو کر پشت قصر سے باہر نکلا، محلہ کناسہ میں پہنچا دیکھا کہ لوگ کھڑے ہیں اور اسیروں کا اور سر ہائے شہدا کا انتظار کر رہے ہیں۔ناگاہ قریب چالیس اونٹ نمودار ہوئے۔ان پر اہلبیت اطہار علیہم السلام سوار تھے اور امام زین العابدین علیہ السلام کو ایک شتر بے کجاوہ پر اس طرح دیکھا کہ رگہائے گلوئے مبارک سے خون ٹپک رہا تھا اور اشک جاری تھے اور اس مضمون کا مرثیہ پڑھ رہے تھے۔اے امت بد! حق تعالیٰ خیر و برکت نہ دے تم کو کہ تم نے ہمارے حق میں ہمارے جد کی کوئی رعایت نہ کی۔جب ہم اپنے جد کے ہمراہ عرصہ قیامت میں تمہارے سامنے آئیں گے تو تم اس وقت کیا جواب دہی کرو گے۔ ہم کو شتران برہنہ پر سوار کر کے پھراتے ہو، گویا ہم نے تمہارے دین و آئین کو قائم نہیں کیا۔اے بنی امیہ یہ کیا حال ہے کہ سامنے کھڑے ہو اور جواب نہیں دیتے اور خوشی سے تالیاں بجاتے ہو اور ہم کو قید کئے لئے جاتے ہو۔کیا ہمارے جدِ بزرگوار رسول خداؐ نہیں ہیں؟ جنہوں نے تمام گمراہوں کو راہ راست پر ہدایت کی۔اے واقعہ دشت کربلا تو نے غم و اندوہ ہم کو میراث میں دیا۔جو ہم کو اسیر کر کے لئے جاتے ہیں۔حق تعالیٰ ان کے پردوں کو چاک کرے۔راوی کہتا ہے کہ اہل کوفہ کچھ خرمہ و نان اطفال صغار کے واسطے اونٹوں پر پھینکتے تھے۔یہ دیکھ کر حضرت اُم کلثومؑ نے فرمایا: اے اہل کوفہ صدقہ ہم پر حرام ہے اور وہ مخدومی بچوں کے ہاتھ اور منہ سے چھین کر پھینک

دیتی تھیں اور زنان کوفہ ان کی مصیبت پر گریہ کرتی تھیں۔ اس وقت حضرت اُمِ کلثومؑ نے فرمایا: اے اہل کوفہ تمہارے مردوں نے ہم کو قتل کیا اور تمہارے عورتیں ہم پر روتی ہیں، ہمارے تمہارے درمیان بروز جزا خداوند عالم حکم کرے وہ احکم الحاکمین ہے۔ اس اثنا میں آواز گریہ وہ نالہ بلند ہوئی اور سر شہدا کے اونٹوں پر ظاہر ہوئے، آگے آگے سب سروں کے سر انور سید الشہدا خامس آل عبا تھا جو نہایت منور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت مشابہ تھا۔ محسن خضاب آلود تھے اور چہرہ مثل ماہتاب تھا، ہوا کے جھونکوں سے ریش مقدس کو سمین و یسار حرکت ہوتی تھی۔ ناگاہ حضرت زینبؑ کی نگاہ اُس سرِ انور پر پڑی تو شہزادیؑ نے اپنا سر چوب محل پر دے مارا پس قطرات خون مقنعہ کے نیچے ٹپکنے لگے اور سرِ انور کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: "اے بھیا! اے ماہِ درخشان ہنوز تو کمال کو نہیں پہنچا تھا کہ تو غروب ہوگیا۔ اے میرے پارۂ جگر! مجھے ہرگز گمان نہ تھا کہ میرے مقدر میں یہ لکھا تھا۔ اے بھائی! فاطمہ صغراؑ سے کچھ بات کرو، قریب ہے کہ اس کا نازک دل پگھل جائے۔ اے بھائی! کاش تم اسیری کے عالم میں سید سجادؑ کو دیکھتے کہ علاوہ درد یتیمی کے زمین پر ٹھہرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔ جس وقت یہ ملاعین اُسے ایذا پہنچاتے ہیں تم کو پکارتا ہے اور زار زار روتا ہے۔ اے بھائی میرے! اس کو سینہ سے لگا لو اور اس کے دل غمگین کو تسلی دو یتیم کی یہ حالت کتنی دردناک ہے کہ وہ اپنے باپ کو آواز دے اور جواب نہ پائے۔"[1]

قول مؤلف:

[1] بحار الانوار جلد ۴۵ صفحہ ۱۱۴؛ عوالم العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۳۷۲؛ جلاء العیون جلد دوم صفحہ ۲۳۸؛ اسرار الشہادۃ صفحہ ۴۷۴؛ المنتخب الطریحی جلد دوم صفحہ ۴۷۸؛ کتاب زینب الکبریٰؑ صفحہ ۱۱۲؛ نصرۃ المظلوم صفحہ ۱۸

بعض علماؑ نے ان دونوں روایتوں سے زنجیر زنی وغیرہ کے جواز پر استدلال کیا ہے اسی وجہ سے میں نے ان کو اس عنوان کے تحت ذکر کیا ہے جبکہ بعض علماؑ نے ان کو مرسل/ضعیف ہونے کی وجہ سے رد کیا ہے لیکن اس عمل کے فی نفسہٖ جائز ہونے پر تقریباً سب کا اجماع ہے مگر یہ کہ یہ کیفیتاً ہونا چاہیے نہ کہ رسماً۔

نیز واضح ہونا چاہیے کہ بعض حضرات دیگر چند روایات سے بھی استدلال کرتے ہیں جن کو کئی وجوہات کی بنا پر میں نے ترک کر دیا ہے منجملہ اُن کے ایک یہ بھی ہے کہ مضمون مخصوص کا اُن کے ساتھ کوئی ربط ہی نہیں ہے اور استدلال محض کم علمی یا جذباتی پن ہے۔ واللہ اعلم۔

باب: ۵۶

آل محمد علیہم السلام کی مصیبت پر گریبان چاک کرنا؟

{234} اختیار معرفة الرجال: أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ كُلْثُومٍ اَلسَّرَخْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَلْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ بْنِ شَمُّونٍ وَ غَيْرُهُ قَالَ: خَرَجَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي جَنَازَةِ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ قَمِيصُهُ مَشْقُوقٌ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو عَوْنٍ اَلْأَبْرَشُ قَرَابَةُ نَجَاحِ بْنِ سَلَمَةَ: مَنْ رَأَيْتَ أَوْ بَلَغَكَ مِنَ اَلْأَئِمَّةِ شَقَّ ثَوْبَهُ فِي مِثْلِ هَذَا فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَا أَحْمَقُ وَ مَا يُدْرِيكَ مَا هَذَا قَدْ شَقَّ مُوسَى عَلَى هَارُونَ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ.

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: جب امام علی نقیؑ کی شہادت ہوئی تو امام حسن عسکری علیہ السلام جنازہ میں اس حال میں شریک تھے کہ قمیض پھٹی ہوئی تھی۔ ابن عون نے وجہ پوچھنے کے لئے آپؑ کو خط لکھا تو آپؑ نے جواب میں لکھا: اے احمق! تجھے کیا معلوم کہ یہ کیا ہے؟ جناب موسیٰ علیہ السلام نے جناب ہارون علیہ السلام کی موت پر گریبان چاک کر لیا تھا۔ [1]

باب: ۵۷

امام حسین علیہ السلام کے غم میں سیاہ لباس پہننا

{235} المحاسن: اَلْحَسَنِ بْنِ طَرِيفِ بْنِ نَاصِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لَبِسْنَ نِسَاءُ بَنِي هَاشِمٍ السَّوَادَ وَ الْمُسُوحَ وَ كُنَّ لاَ يَشْتَكِينَ مِنْ حَرٍّ وَ لاَ بَرْدٍ وَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ يَعْمَلُ لَهُنَّ الطَّعَامَ لِلْمَأْتَمِ.

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: عمرو بن علی بن حسین علیہ السلام نے بیان کیا کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو زنان بنی ہاشم نے سیاہ کپڑے اور پلاس کا

---

[1] وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 308 باب 84 حدیث 04، مناقب آل ابی طالب ابن شہر آشوب جلد چہارم صفحہ 435، مدینۃ المعاجز سید ہاشم بحرانی جلد چہارم صفحہ 265، اختیار معرفۃ الرجال (رجال الکشی) جلد دوم صفحہ 842 حدیث 1084، کشف الغمہ اربلی جلد دوم صفحہ 418، من لا یحضرۃ الفقیہ جلد اول صفحہ 127 حدیث 511 (مختصراً)

(اونی کھردرا) لباس پہنا اور وہ سردی اور گرمی سے بے پرواہ تھے اور امام زین العابدین علیہ السلام ان کے واسطے طعام ماتم تیار کرتے تھے [1]

باب:۵۸

﴿شہادت امام حسین علیہ السلام پر پتھروں کے نیچے سے خون نکلنے کا بیان﴾

{236} كامل الزيارات: حَدَّثَنِي أَبِي رَحِمَهُ اللَّهُ وَ جَمَاعَةُ مَشَايِخِي عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَصِيرٍ يَقُولُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: بَعَثَ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ إِلَى أَبِي فَأَشْخَصَهُ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ لَهُ يَا أَبَا جَعْفَرٍ أَشْخَصْنَاكَ لِنَسْأَلَكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ لَمْ يَصْلُحْ أَنْ يَسْأَلَكَ عَنْهَا غَيْرِي وَ لاَ أَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ خَلْقاً يَنْبَغِي أَنْ يَعْرِفَ أَوْ عَرَفَ هَذِهِ الْمَسْأَلَةَ إِنْ كَانَ إِلاَّ وَاحِداً فَقَالَ أَبِي لِيَسْأَلْنِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا أَحَبَّ فَإِنْ عَلِمْتُ أَجَبْتُ ذَلِكَ وَ إِنْ لَمْ أَعْلَمْ قُلْتُ لاَ أَدْرِي وَ كَانَ الصِّدْقُ أَوْلَى بِي فَقَالَ هِشَامٌ أَخْبِرْنِي عَنِ اللَّيْلَةِ الَّتِي قُتِلَ فِيهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِمَا اسْتَدَلَّ بِهِ الْغَائِبُ

[1] المحاسن للبرقی جلد دوم صفحہ 195 حدیث 1564، وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 287 باب 67 حدیث 07، بحار الانوار جلد 45 صفحہ 188 حدیث 33 اور جلد 82 صفحہ 84 حدیث 24